شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ

رحیمیہ

لاہور

زیرِ سرپرستی: حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد** رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ مسند نشین سلسلہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

جنوری 2010ء / محرم الحرام ۱۴۳۱ھ　رجسٹرڈ نمبر 123-R　جلد نمبر 2　شمارہ نمبر 1

مجلس ادارت

صدرِ مجلس: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن

مدیرِ اعلیٰ: مفتی عبدالخالق آزاد

مدیر: محمد عباس شاد

مجلس مشاورت

حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی	(بورے والا)
حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر	(چشتیاں)
حضرت مولانا مفتی عبدالغنی قاسمی	(لاہور)
حضرت مولانا محمد مختار حسن	(نوشہرہ)
حضرت مولانا پروفیسر حسین احمد علوی	(چشتیاں)
حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد	(ڈیرہ اسماعیل خاں)
محترم محمد اسلوب قریشی	(لاہور)
محترم سید مطلوب علی زیدی	(لاہور)
حضرت مولانا مفتی محمد اشرف عاطف	(سعودی عرب)
محترم سید اصغر علی شاہ بخاری	(پیر جوگوٹھ)
محترم ڈاکٹر لیاقت علی شاہ معصومی	(سکھر)
محترم سید سیف الاسلام خالد	(راولپنڈی)
محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن راؤ	(سرگودھا)
محترم انجینئر آفتاب احمد عباسی	(کراچی)
حضرت مولانا قاری تاج افسر	(اسلام آباد)
حضرت مولانا محمد ناصر عبدالعزیز	(جھنگ)
حضرت مولانا قاضی محمد یوسف	(حسن ابدال)
حضرت مولانا عبداللہ عابد سندھی	(شکارپور)

ایسے دور میں جہاں مذہب کا انکار اور دین اسلام سے غفلت پائی جاتی ہے، ایسے ماحول میں بڑی ضرورت ہے کہ سماجی تشکیل کے حوالہ سے دین اسلام کی سچی تعلیمات انسانیت کے سامنے رکھی جائیں۔ آج انسانیت کو اس کی بڑی ضرورت ہے کہ وہ انسانی سماج کو درست خطوط پر چلانے کی جدوجہد اور کوشش کرے۔

ترتیب عنوانات

درسِ قرآن	تشریح: امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ	2
درسِ حدیث	ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن	2
اداریہ	مدیرِ اعلیٰ	3
ایران کے صدارتی انتخابات؛ ایک تجزیہ	مرزا محمد رمضان	3
خطبہ جمعۃ المبارک	مفتی عبدالخالق آزاد	4
حضرت رائے پوری کا سفرِ ہند (چند جھلکیاں)	ڈاکٹر عبدالرحمٰن راؤ	6
رفتارِ کار	عتیق الرحمٰن ایڈووکیٹ	8
دینی مسائل	مفتی عبدالغنی قاسمی	8

ماہنامہ ”رحیمیہ“ کی ممبر شپ

قیمت فی شمارہ: مبلغ 10 روپے　سالانہ ممبر شپ فیس: مبلغ 150 روپے

سالانہ ممبر شپ کے لئے ترسیل زر کا پتہ: ”ناظم دفتر ماہنامہ ”رحیمیہ“ رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ، لاہور“۔ تمام ممبران کو رسالہ براہِ راست ڈاک کے ذریعہ سے ارسال کیا جاتا ہے، اس لئے اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھ کر بھیجیں۔ ماہنامہ ”رحیمیہ“ ہر مہینہ کی 3 اور 4 تاریخ کو سپردِ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں مہینہ کی 10 تاریخ کے بعد رابطہ کریں۔

شعبہ مطبوعات **ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور**

برائے رابطہ: رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور

فون: 0092-42-36307714/36369089

Web:www.rahimia.org

www.rahimia.org

مستقبل کی ترقی کاراز

تشریح: امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۞ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۞ (۵۹:۱۸،۱۹)

ترجمہ: ''مسلمانو! اللہ سے ڈرو (یعنی اس کے نام سے انصاف کا قانون دنیا میں جاری کرو) ہر ایک انسان اس امر پر غور کرتا رہے کہ اس نے کل کے لیے آج کیا چیز تیار کرنی ہے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ (یعنی اس کے نام پر انصاف جاری کرنے کا کام زیادہ زور سے کرو) اللہ تمہارے کاموں کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ تم ان لوگوں کے مثل نہ بن جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا، پھر اللہ نے انہیں (ان کے نفسوں کو) بھلا دیا، یہی لوگ نافرمان ہیں''۔

یعنی جس قدر زوردار کام ہونا چاہیے وہ زور ابھی پیدا نہیں ہوا، تم انصاف کو نہایت مضبوط بنیادوں پر قائم کرو، ورنہ اقوام کی سرداری تمہیں نہیں مل سکے گی۔ تمہیں اپنی قوم کی سرداری کے لیے جتنا انصاف پسند ہونا چاہیے، اقوام کی سرداری کے لیے اس سے کہیں زیادہ انصاف پسندی کو ترقی دینا ضروری ہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ ..الآیۃ یعنی اللہ کے جس قانون کو مانتے تھے، اس کے احترام پر اپنی جان و مال قربان کرنے سے جی چرانے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان کے اپنے نفس بھلا دیئے (یعنی اللہ نے ان کو اپنے ذاتی کمالات سے اندھا کردیا) ان کے اندر جو طاقت تھی وہ معطل ہوگئی، وہ احساسِ کمتری (Inferiority Complex) میں اس قدر مبتلا ہوگئے کہ وہ سمجھنے لگے کہ ہم کچھ نہیں کرسکتے، حالانکہ ان کے مخالف ان سے زیادہ قوت نہیں رکھتے۔ اگر وہ کرسکتے ہیں تو یہ کیوں نہیں کرسکتے، مگر خدا نے ان کے پہلے جرم کی سزا میں ان سے اعتماد علی النفس (خوداعتمادی کا ہونا) چھین لیا ہے۔

نَسُوا اللّٰهَ : یعنی کتاب اللہ کے موافق عمل کرنا بھول گئے۔ قانون شکنی کرتے کرتے قانونِ الٰہی کو بھلا ہی بیٹھے اور اپنی خواہشوں کے پیچھے لگ گئے، اللہ کی کتاب کی ادنیٰ برکت یہ ہے کہ وہ ایسے افکار سکھاتی ہے جن پر انسانیت مجتمع ہوسکتی ہے۔ انسان اگر کتاب اللہ کو یاد رکھے اور اس کے موافق عمل کرتا رہے تو وہ اجتماعی بن جاتا ہے، لیکن جب اسے بھلا دے تو وہ اپنی اجتماعیت بھی بھول جاتا ہے اور انفرادیت پسند (Individualist) بن کر رہ جاتا ہے، ایسی حالت میں اس کی زندگی کا معیار کذب و خیانت بن جاتے ہیں۔

فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ : یعنی وہ اپنے کمالات کو بھول گئے، خدا ان کو ان کی اپنی ذاتی قوتوں سے غافل کردیتا ہے، وہ اجتماعی قوت سے کام کرسکتے ہیں، لیکن اس کے متعلق خیال کرنے لگ جاتے ہیں کہ ہم نہیں کرسکتے، کیوں کہ اب وہ انفرادی الخیال (Individualist Minded) بن چکے ہیں۔ اجتماعیت کا خیال ان کے دلوں سے نکل چکا ہے، اس لیے وہ کسی اجتماعی کام کو کرنے کا اپنے اندر یقین ہی نہیں پاتے۔ انہوں نے اجتماعیت کو چھوڑا تو انفرادی الخیال ہوگئے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ ان میں احساسِ کمتری (Inferiority Complex) پیدا ہوگیا، جو انفرادیت پسندی (Individualism) کا لازمی نتیجہ ہے۔ اب ان کو اس کا وہم و گمان بھی نہیں گزرتا کہ ہم بھی کوئی کام اجتماعی قوت سے کرسکتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۞ : یعنی یہ لوگ بدمعاش اور نافرمان ہیں، جو لوگ قانون کو تسلیم کرنے سے انکار کردیں، وہ تو کافر ہیں اور جو قانون کو تسلیم کرکے اسے نہ چلائیں بلکہ قانون شکنی کو اپنی عادت بنالیں وہ فاسق ہیں، بدمعاش ہیں۔ کبھی کبھار غلطی سے قانون کی خلاف ورزی کرنے سے انسان فاسق نہیں بن جاتا۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ یعنی ان کی طرح نہ ہو بلکہ تمہیں اپنے قرآن کی حکومت قیصر و کسریٰ کے ممالک پر جاری کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔

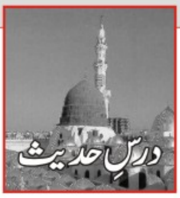

بے عمل رہنماؤں کا عبرت انگیز انجام

تشریح: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن

عن أُسامة بن زيد رضى الله عنهما: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يؤتى بالرجل يوم القيامة، فيلقى فى النار فتندلق اقتاب بطنه فيدور بها كما يدور الحمار بالرحىٰ فيجتمع اليه اهل النار فيقولون يافلان مالک الم تكن تأمر بالمعروف و تنهى عن المنكر فيقول بلى قد كنت آمر بالمعروف و لا آتيه وانهى عن المنكر و آتيه. (رواه مسلم)

ترجمہ: ''حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ فرماتے تھے: قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا، پھر وہ جہنم میں ڈالا جائے گا، اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل آئیں گی، وہ ان کو لیے ہوئے اُس گدھے کی طرح جو چکی پیستا ہے، چکر لگائے گا اور جہنم والے اس کے پاس اکٹھا ہوں گے، اس سے پوچھیں گے، اے فلاں! کیا تم اچھی بات کا حکم نہیں کیا کرتے تھے؟ اور بری بات سے منع کیا کرتے تھے؟۔ وہ کہے گا: ہاں! کیوں نہیں؛ میں دوسروں کو اچھی بات کا حکم کرتا اور خود نہ کرتا اور دوسروں کو بری بات سے منع کرتا اور خود اس سے باز نہ رہتا''۔

اس حدیث میں اس امر کی قباحت و شناعت کو بیان کیا گیا ہے کہ کوئی شخص نیک عمل کی تبلیغ کرے، لیکن خود اس عمل سے پہلو تہی کرے یا کسی غلط کام سے پرہیز کی تلقین کرے اور خود اس میں مبتلا ہو، چنانچہ فاسد معاشرے میں عوام الناس کے دلوں کو گرمانے والے مذہبی واعظین، ان کے جذبات سے کھیلنے والے سیاسی زُعماء اور ان پر مسلط حکمران اسی مرض میں مبتلا ہوتے ہیں کہ وہ عوام الناس کو تو اخوت و بھائی چارہ کی تلقین اور سادگی و قناعت کا درس دیتے نہیں تھکتے، لیکن ان کا اپنا عملی کردار لوگوں میں باہمی تفرقہ، غرور و تکبر، نمود و نمائش، ہوسِ اقتدار اور حرصِ مال کا آئینہ دار ہوتا ہے، ایسے افراد انسانی سوسائٹی کے لیے انتہائی مضرت رساں ہوتے ہیں، کیوں کہ عام طور پر لوگ اپنے مذہبی رہنماؤں کے اخلاق و اعمال کی تقلید کرتے ہیں، ان کی زندگی کا تضاد لوگوں کو دین سے دور کرنے کا باعث بنتا ہے، جو انتہائی سنگین جرم ہے، اس لیے اس نوعیت کے افراد کے بارے میں شعوری بیداری کی ضرورت ہے جو اپنے دوغلے پن سے نسلِ نو کو اسلام سے دور کرنے کا باعث بن رہے ہیں۔

حقیقت یہی ہے کہ اس دنیا میں ترقی بھی ان افراد و اقوام کو حاصل ہوتی ہے جو اپنے کہے کو عمل کی شکل دیتے ہیں اور جو محض گفتار کے غازی ہوتے ہیں وہ کبھی بھی کردار کے میدان میں فتح یاب نہیں ہوسکتے، کیوں کہ وہ صفت زہد سے آراستہ ہونے کی بجائے جاہ پرستی کے مرض میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اسی بناء پر قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس امر کو بڑی ناراضگی کا سبب قرار دیا گیا ہے کہ وہ بات کہی جائے جو عمل سے عاری ہو، چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے: (كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۞) (۶۱:۳)

ترجمہ: (بہت بری بات ہے اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو) اور یہی ناراضگی کا عملی اظہار ہے کہ روزِ قیامت قول و فعل کا یہ تضاد رکھنے والے اس ہولناک عذاب سے دوچار ہوں گے، کہ ان کی آنتیں پیٹ سے نکل پڑیں گی اور چکی پیسنے والے گدھے کی مانند ان آنتوں کو لیے چکر لگاتے ہوں گے، پھر ان لوگوں کے سامنے اپنے جرم کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوں گے، جن پر وہ اپنی علمیت اور پارسائی کا تأثر قائم کیے ہوئے تھے۔ العیاذ باللہ۔ یقیناً یہ سزا نہایت سنگین ہے، لیکن ان کے جرم کی نوعیت بھی تو اسی قدر سنگین ہے۔

یہ سخت سزا اس لیے ہے کہ اگر ایک رہنماء جماعت قوم کے اندر اعلیٰ سے اعلیٰ فرض ادا کرنے پر آمادگی ظاہر کرے تو اسے یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ جو لوگ اس فرض کے ادا کرنے میں سستی کریں گے وہ سخت سزا کے مستوجب سمجھے جائیں گے، خدا کے ہاں سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ تم اعلیٰ فرض ادا کرنے کے لیے آمادگی ظاہر کرو اور پھر کام نہ کرو۔

www.rahimia.org

اداریہ

تجدیدِ عہد کا موقع

الحمدللہ! سالِ نو (۱۴۳۱ھ/ 2010ء) شروع ہوگیا ہے، تخلیق کائنات کے آغاز سے شروع ہونے والا مہینہ ماہِ محرم الحرام آچکا ہے، اور ماہنامہ ''**رحیمیہ**'' کی اشاعت کا ایک سال پورا ہوگیا، اور اس کی پہلی جلد مکمل ہوچکی ہے، اب اس سال کا پہلا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، قومی اُمنگوں اور ملی تقاضوں کے مطابق انسانی سماج کی تشکیل کی جدوجہد کرنے والے پرعزم نوجوانوں کے لیے یہ لمحہ تجدیدِ عہد کرنے کا ہے، اس لیے کہ قوموں کی زندگی میں افکار و نظریات کی صحیح تشکیل کی بڑی اہمیت ہوا کرتی ہے، اور اس پر عمل درآمد کی درست حکمت عملی کا دورا پنے اندر بڑی اہمیت رکھتا ہے، فکری ژولیدگی، سیاسی اضمحلال اور معاشی ابتری کے اس دور میں انسانی سماج کی تشکیل کے ان بنیادی دائروں میں صحیح شعور و فکر کی نشر و اشاعت، قومی زندگی کی بنیادی ضروریات میں سے ہے، اور الحمدللہ! ماہنامہ رحیمیہ اس قومی اور ملی ضرورت کو پورا کرنے میں اپنی بساط بھر کوشش میں مصروفِ عمل ہے۔

اس موقع پر ہم اپنے اس عزمِ مصمم کی تجدید کرتے ہیں کہ یہ رسالہ شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کے فروغ کا نقیب بن کر ہمیشہ اپنا کردار ادا کرتا رہے گا، حقیقت یہ ہے کہ دین اسلام کی جامع تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے ہی ہماری زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی مسائل حل ہوسکتے ہیں، سماجی زندگی کے اہم سیاسی اور معاشی تقاضوں کو نظر انداز کرکے ہم قطعاً آگے نہیں بڑھ سکتے، دینی نقطۂ نگاہ سے سماجی زندگی کے سیاسی، معاشی اور عمرانی مسائل کو سمجھنا اور ان کے حل کے لیے درست حکمت عملی اختیار کرنا اس دور کا بنیادی تقاضا ہے، اس کے بغیر کامیابی ممکن نہیں ہے۔ قرآن حکیم اور احادیثِ نبویہؐ اس حوالے سے ہماری کیا رہنمائی کرتی ہیں، اس کے بارے میں اصولی نشاندہی اور اس سے شعوری وابستگی کی دعوت ہماری طرف سے مسلسل جاری رہے گی۔

ہمیں اُمید ہے کہ پُرعزم قارئین بھی ہمارے ساتھ تعاون کرتے رہیں گے، ہم سب کے باہمی تعاون سے انسانی زندگی کے تمام سیاسی، معاشی، اور اجتماعی دائروں میں عدل وانصاف کی اساس پر دین حق کے غلبے کا سورج ضرور طلوع ہوگا، اور ظلم واستحصال پر مبنی اندھیروں کی گھٹا ٹوپ رات کا افسوں ٹوٹ کر رہے گا اور دین حق کی سربلندی پر مبنی صبح نو کی کرنیں عالم انسانیت کو یقیناً منور کریں گی، فرمانِ الٰہی ہے: كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ط (۲۱:۵۸) (اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرا پیغام پہنچانے والے ضرور غالب آئیں گے) انسانی تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ عدل وانصاف اور حق کا پیغام اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ دنیا میں غالب آیا ہے، اور حق کے راستے کی رُکاوٹ بننے والے لوگ، ذاتی خواہشات اور انفرادی مفادات کے حامل افراد ہمیشہ مغلوب ہوئے ہیں، اور ظلم وستم پر مبنی نظام ہمیشہ شکست سے دوچار ہوئے ہیں، ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ان اہل حق کے سیدھے اور سچے نظریئے کو سمجھا جائے، اور انہی کی طرح شعوری پختگی، بلند نظری، جرأت وہمت، اعتماد اور حوصلہ اپنے اندر پیدا کیا جائے۔

اس موقع پر ہم اپنے اُن تمام معاونین ''**رحیمیہ**'' کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں جنہوں نے انتہائی نامساعد حالات کے باوجود اس رسالے کے فروغ اور اس کے پھیلاؤ کے لیے زیادہ سے زیادہ نوجوانوں تک پہنچنے کی سعی کی ہے، اور گزرے سال میں اس کی اشاعتی مقدار بڑھانے میں بڑی جدوجہد اور کاوش کی ہے، اسی طرح ہمارے وہ قارئین بھی شکریے کے مستحق ہیں، جو بڑی دلچسپی سے اسے پڑھتے رہے ہیں، اور اپنی آراء وتأثرات سے ہمیں مستفید کرتے رہے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اہل حق کی اتباع اختیار کرنے اور ہدایت کے راستے پر دینی شعور پر مبنی جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔ اور سالِ نو کے آغاز اور تجدیدِ عہد کے اس موقع پر اپنے اس عزمِ مصمم پر پوری استقامت کے ساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(مدیر اعلیٰ)

ایران کے صدارتی انتخابات: ایک تجزیہ

مرزا محمد رمضان

12 جون 2009ء کو ایران کے صدارتی انتخابات کے حوالہ سے ایرانی الیکشن کمیشن نے صدر احمدی نژاد کو کامیاب قرار دے دیا ہے۔ ایران کی تاریخ میں اس صدارتی انتخاب میں ڈالے گئے ووٹوں کا تناسب 80 فیصد تھا۔ دنیا میں ابھی تک کسی بھی ملک میں انتخابات میں ڈالے گئے ووٹوں کا یہ تناسب سب سے زیادہ تھا۔ جونہی الیکشن کمیشن نے انتخابات کے نتائج کا اعلان کیا، تو ان کے حریف میر حسین موسوی نے ان نتائج کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اور اس کے خلاف ملک کے اندر مظاہروں کا سلسلہ شروع کردیا۔ صدر احمدی نژاد نے حالیہ فسادات کو دیکھتے ہوئے بیرونی طاقتوں پر الزام لگایا کہ ایران کی حالیہ صورتحال کو خراب کرنے میں ان کا ہاتھ ہے۔ انتخابات میں حصہ لینے والے تمام امیدواروں کا تعین ایران کی نگران کونسل کی منظوری سے ہوتا ہے۔ اس کونسل کا طریقہ کار یہ ہے کہ ایسا کوئی امیدوار جو ایران کی قومی یا بین الاقوامی پالیسیوں سے اختلاف رکھتا ہو، اس کا انتخابات میں حصہ لینا اور اس اہم عہدے کے لیے منتخب ہونا فی الحال محال ہے۔ انتخابات کے نتائج کے پس منظر میں ایران کے اندر 1999ء، 2000ء اور 2006ء میں بھی اس طرح کے فسادات پیدا ہوئے تھے جسے ایرانی حکومت نے انتہائی سمجھداری سے منطقی انجام تک پہنچایا تھا، جن امیدواروں کی طرف سے حالیہ انتخابات کے نتائج کو قبول نہ کرنے سے فسادات کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا، عالمی میڈیا اور ایران مخالف قوتیں ان کی آڑ میں ایران کے عالمی تاثر کو داغدار کرنے کے درپے تھے۔

سیاسی تجزیہ نگار اور عالمی سیاست پر عمیق نظر رکھنے والے ماہرین کا کہنا ہے کہ امریکی سامراج اور مغربی رجعت پسند قوتیں اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح ایران ان کے دباؤ میں آجائے اور عالمی سامراجی مقاصد کے حصول میں ان کا ممد و معاون ثابت ہو۔ لیکن ان کی یہ طفلانہ خواہش کسی بھی صورت میں پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ طرح طرح کے عامیانہ اوچھے ہتھکنڈے اختیار کرنے سے دریغ نہیں کرتیں، ان حالات میں ایران کی کوشش یہی ہے کہ سامراج کے مدمقابل ایسی طاقتوں کی حمایت بدستور حاصل کرتا رہے، جو اُسے سامراجی مقاصد کو شکست دینے کا سبب بن سکیں۔ عالمی سطح پر ایک چھوٹے سے ملک کا ایسا رویہ کہ وہ سامراج کے دباؤ میں آنے کی بجائے اپنے فیصلے اپنی قوم کے مفادات میں کرتا دکھائی دیتا ہے، غیرت مند قوموں کے لئے یہ رویہ انتہائی پُروقار اور قابل رشک ہے۔ دنیا کی چھوٹی چھوٹی قوموں کے لئے یہ عمل انسپائرنگ کا باعث بھی بنتا ہے، چنانچہ ایران کا یہ طرز عمل دیکھ کر پاکستان کے اندر بہادر، جرأت مند، حمیت اور خودداری والا طبقہ تقاضہ کرتا ہے کہ کاش پاکستان کا کردار بھی ایسا ہی ہو۔ یقیناً اس قسم کے کردار کا تقاضہ کرنا زندہ قوموں کی علامت ہے۔ لیکن اَلمیہ یہ ہے کہ عالمی میڈیا اس پہلو کو اُجاگر نہیں کرتا کہ آج کے دور میں چھوٹی چھوٹی قوموں کو اس قسم کا کردار ادا کرنے کے لئے کن بنیادی تقاضوں سے ہمکنار ہونا ہوگا۔

آج ایرانی حکومت کی طرف سے اُٹھائے گئے اقدامات سے نہ صرف احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ ختم ہوگیا، بلکہ ایسے بیرونی عناصر جو ان مظاہروں کی آڑ میں ایران کے اندر عدم استحکام پیدا کرنے کی طرف پیش قدمی کررہے تھے، وہ بالآخر مایوسی کی اَتھاہ گہرائیوں کی نظر ہوگئے۔ آج ایرانی نظام کی طرف سے ان کا سدباب دیکھ کر اس کے اندرونی نظام کی مضبوطی کا احساس ہوتا ہے۔ ایران کو اپنے اس نظام کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے گزشتہ صدی میں بڑی قربانیوں سے گزرنا پڑا، چنانچہ ایرانی قیادت نے نوجوان طبقہ کو انقلاب کے اس پُرخطر دور میں کامیابی کے ساتھ آگے بڑھایا، باوجود اس کے کہ سامراجی قوتیں ایران کی صف اول کی قیادت کو دھماکوں کی نظر کرکے بھی انقلابی طاقت کو کمزور نہ کرسکیں۔ چنانچہ اس پہلو کی تعلیم و تشہیر ہی آج کے دور کی اولین ضرورت ہے۔ یہی سوچ اور نظریہ آج چھوٹی چھوٹی قوموں کو اپنے وسائل کے بارے میں خود فیصلہ کرنے کے قابل بنا سکتا ہے، اور عوام کے اندر باوجود کثیر الجہتی پہلوؤں کے موجود ہوتے ہوئے بھی ان کے اندر اتحاد و یگانگت کو فروغ دے کر ملک کو مستحکم بنا سکتا ہے۔

www.rahimia.org

خطبہ جمعۃ المبارک

قرآنی نقطہ نظر سے سماجی تشکیل کے بنیادی امور

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب —— ناظمِ اعلیٰ ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

(مؤرخہ: 10 جولائی 2009ء بمقام ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ، لاہور) ضبط وتحریر: مولانا محمد جمیل

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم، امّا بعد: قال اللہ تبارک وتعالیٰ: لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۝ (۱۱۴:۴) صدق اللہ العظیم.

معزز دوستو! دین اسلام کی جامع تعلیمات انسانی معاشرہ کی درست تشکیل کے لئے رہنما اصول بیان کرتی ہیں، اور ہر مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دین اسلام کی ان سچی تعلیمات سے تعلق قائم کرے اور ان اصولوں کو سمجھنے کی کوشش کرے، جو کہ اللہ رب العزت نے حضور اکرمؐ کی وساطت سے انسانیت کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل کئے ہیں۔ کتاب مقدس قرآن حکیم ان اساسی اصولوں کی نشاندہی کرتا ہے اور حضورؐ کا عمل اور آپ کی جماعت صحابہؓ کا کردار ان اصولوں کی تشریح کرتا ہے، اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ تمام امور جن کا تعلق سماجی زندگی کی تشکیل کے ساتھ بڑا گہرا ہے، ان کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ کوئی بھی انسان، سماج کے بغیر زندگی بسر نہیں کرسکتا، بلکہ اس کی زندگی اپنے جیسے انسانوں کے ساتھ مل کر سماجی امور طے کرتے ہوئے سرانجام پاتی ہے۔ لہٰذا سماجی زندگی کے بنیادی، سیاسی، معاشی اور عمرانی اساسی امور کو دین اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں سمجھنا بڑا ضروری ہے۔

کتابِ مقدس قرآن حکیم نے سماج کی تشکیل کے لئے جن بنیادی باتوں اور اساسی اصولوں کی رہنمائی فرمائی ہے، آج ہماری غفلت کی وجہ سے ہمارے معاشرہ میں سے وہ اصول اور باتیں ختم ہوگئی ہیں، غلامی کے دور کے اثرات ونتائجِ بد ہیں کہ وہ اصولی رہنمائی، جس کا تعلق انسانی سماج کی تشکیل کے ساتھ تھا، دینِ اسلام کے نقطہ نظر سے اس پر گفتگو نہیں کی جاتی، دنیا بھر کے دیگر نظاموں اور افکار و نظریات کے تناظر میں تو انسانی مسائل پر بات چیت کسی نہ کسی درجہ میں ہوجاتی ہے۔ لیکن ایک ایسے دور میں جہاں مذہب کا انکار اور دین اسلام سے غفلت پائی جاتی ہے، ایسے ماحول میں بڑی ضرورت ہے کہ سماجی تشکیل کے حوالہ سے دین اسلام کی سچی تعلیمات انسانیت کے سامنے رکھی جائیں۔ آج انسانیت کو اس کی بڑی ضرورت ہے کہ وہ انسانی سماج کو درست خطوط پر چلانے کی جدوجہد اور کوشش کرے۔ دنیا بھر کے انسانی معاشرے یہ تقاضہ کرتے ہیں۔ سماجی امور کو بڑی مہارتوں اور شعور کے ساتھ سرانجام دینا کیسے ممکن ہے؟ یہ انسانیت کے سامنے ایک بہت بڑا سوال ہے، اس سوال کا جواب قرآن حکیم نے دیا ہے، قرآن کی بہت سی آیات انسانی سماج کی تشکیل کے حوالہ سے نہایت عمدگی اور سلیقہ کے ساتھ گفتگو کرتی ہیں۔

قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ میں جو ابھی خطبہ میں تلاوت کی گئی ہے، اس حقیقت کی نشاندہی کی ہے کہ انسانی معاشروں میں افراد کو باہمی تعلقات، سماجی معاہدات، جماعتوں کے کردار، حکومتوں کے کردار میں کن بنیادی اصولوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے، کیوں کہ انسانیت کو قومی نظام اور بین الاقوامی نظام کی تشکیل میں قدم قدم پر ان سماجی اُمور سے واسطہ پڑتا ہے۔ اب ان امور میں کونسا نقطہ نظر درست ہے، جس سے انسانی معاشرے ترقی کرتے ہیں اور کونسا نقطۂ نظر منفی نوعیت کا حامل ہے، قرآن حکیم نے اس سلسلے میں رہنمائی دیتے ہوئے فرمایا (لاخیر فی کثیر..) کہ کوئی انسانی بھلائی نہیں ہے، ان معاشروں اور جماعتوں میں، ان قومی اور بین الاقوامی نظاموں کی مشاورت میں، جن میں تین باتیں نہ پائی جائیں، قرآن حکیم فرماتا ہے بہت سارے معاملات میں مشاورت کی جاتی ہے، لیکن عام طور پر ان میں کوئی بہتری نہیں ہوتی۔ البتہ وہ جماعتیں، قومی نظام اور بین الاقوامی نظام درست قرار پائے گا، جن کی ترجیحات اور جن کی مشاورت کا سب سے پہلا اور مرکزی نقطہ یہ ہو کہ (امر بصدقة) وہ انسانیت کی بھلائی کے لئے مال خرچ کرنے کا حکم دے، اس کا نظام بنائے، دنیا میں اُمور سرانجام دینے کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے، جماعت بندی کی جاتی ہے، اس کی اساس پر حکومتوں کے نظام وجود میں آتے ہیں، حکومت کی ایک رِٹ ہوتی ہے جس کو تمام قوم تسلیم کرتی ہے، اب اس جماعت اور حکومت کی پالیسی کیا ہونی چاہیے، قرآن نے حکم دیا وہ جماعت اور اس کے تمام ارکان معاشرے کے پسے ہوئے لوگوں کی فلاح کی جدوجہد کریں اور معاشی تنگی میں مبتلا لوگوں کے لئے ایک نظام تشکیل دیں، قرآن حکیم نے اس کام کے لئے امر کا لفظ استعمال کیا ہے ''امر بصدقة'' یعنی صدقہ اور انفاق مال کا حکم دے، اس کے لئے فیصلہ کرے، اس کا مطلب محض تبلیغ کرنا نہیں، صرف وعظ ونصیحت کرنا ہی نہیں ہے، حکم اس وقت تک حکم نہیں کہلاتا جب تک کہ حکم دینے والے کے پاس کوئی اتھارٹی اور طاقت نہ ہو اور اس کی بات معاشرے میں مانی نہ جائے۔ گویا کہ حکومتوں اور جماعتوں کی مشاورت میں سب سے پہلا اور بنیادی امر یہ ہے کہ وہ انسانیت کی بھلائی کے لئے مال خرچ کرنے کا حکم دے اور اس کا نظام تشکیل دے اس کے لئے جدوجہد اور کوشش کرے اور اس کا عملی نظام بنانے کے لئے حکمت عملی وضع کرے۔

دوسری بات یہ کہ سماجی تشکیل کے لئے سیاسی دائرے کا درست ہونا ضروری ہے تو اس کے لئے قرآن حکیم نے بیان فرمایا کہ ''(امر) او معروف'' یعنی مشاورت پر مبنی سیاسی ادارے کا مقصد نیکی اور بھلائی، امن وامان اور عدل وانصاف کا قیام ہونا چاہئے ورنہ اس سیاسی ادارے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ تیسرا بنیادی امر یہ کہ انسانی سماج کی تشکیل کے لئے فکر ونظریہ کا درست ہونا ضروری ہے، اس کو ''اصلاح بین الناس'' سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی لوگوں کے درمیان صلح وصفائی قائم کرنے کا نظریہ اور سوچ ہو، ورنہ انسانیت دشمن اور طاغوتی نظام کا اس پر اطلاق ہوتا ہے، جو اس کی بالکل ضد اور ''اصلاح بین الناس'' کی مخالف ہے، یعنی وہ جماعت اس بات کی جدوجہد اور کوشش کرے کہ انسانوں کے درمیان جو بھی مسائل ہیں، اختلافات ہیں، تو وہ صلح صفائی کی بنیاد پر حل ہونے چاہئیں، مصالحت اور مساوات کی بنیاد پر ہوں نہ یہ کہ اس میں طبقات پیدا ہوجائیں، فساد پیدا ہوجائے، خرابی آجائے، اس میں اجارہ داریاں قائم ہوجائیں، آمریت قائم ہوجائے تو یہ عمل ٹھیک نہیں ہے۔

اور یہ عمل یعنی ''اصلاح بین الناس'' کم از کم چار سطحیں تو ضرور رکھتا ہے، گویا کہ انسانوں کے درمیان اصلاح قائم کرنی ہے، تو پہلی سطح پر کسی انسانی معاشرہ میں بسنے والے انسانوں میں اصلاح بین الناس کا نظریہ اور اس پر تربیت اور تزکیہ کرنا، دوسری سطح میں پورا فیملی سسٹم آجائے گا۔ یعنی مرد و خواتین، اولاد اور اس کے عزیز واقارب کے درمیان انسانی حقوق کی ادائیگی کا ماحول فراہم کرنا، اسی طرح تیسری سطح پر کسی شہر کا شہری نظام، جہاں کی جماعتیں، تمام گروہ اور افرادی قوتیں، ان کے معاملات اور مسائل کو سمجھنا، اور ان کو عدل وانصاف کی بنیاد پر حل کرنے کی کوشش کرنا اور شہروں کی باہمی اجتماعیت سے جو صوبائی اور قومی نظام وجود میں آتا ہے، جہاں جماعتوں اور شہروں کے تعلقات سامنے آتے ہیں، تو ان تعلقات کو قائم کرنے کا، ان کی شیرازہ بندی کا بھی درست طریقہ کار ہونا چاہئے۔

آج انسانوں نے اپنے تجربات سے انسانی معاشروں کے لئے جو چیز ضروری قرار دی ہے، وہ مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ ہے اور ہر ایک ادارے کا ادارتی عمل ''اصلاح بین الناس'' کی اساس پر ہے تو درست قرار پائے گا، لیکن اگر وہ اصلاح کی بجائے لوگوں کے درمیان فساد پیدا کرتا ہے، طبقات پیدا کرتا ہے، طبقاتی نظام کا آلۂ کار ہے تعیشات پیدا کرتا اور خرابی پیدا کرتا ہے تو قرآن حکیم کہتا ہے کہ ایسے معاشروں میں، ایسی جماعتوں میں، ایسے ادارتی نظام میں کسی قسم کی کوئی بھلائی نہیں ہے، جماعتوں کی طرح اداروں کا بھی ایک طریقہ کار ہوتا ہے، ادارے انسانی مسائل حل کرنے کے لئے وجود میں لائے جاتے ہیں، اگر ادارے مسائل حل کرنے کے بجائے مسائل پیدا کرنے کا ذریعہ بنیں، خرابی پیدا کر رہے ہوں، ایک دوسرے سے ٹکراؤ کا عمل موجود ہو، اور وہ ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچ رہے ہوں، اداروں میں محض انفرادی خواہشات کی تکمیل مقصود ہو، اداروں میں انتقام کے جذبات موجود ہوں تو اس

www.rahimia.org

ادارے کا عمل درحقیقت اصلاح بین الناس کا عمل نہیں ہوگا، بلکہ وہ فساد کا عمل ہے جو کہ خرابی پیدا کر رہا ہے، قرآن حکیم کہتا ہے کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

اسی طرح چوتھی سطح ممالک کے درمیان تعلقات ہیں کہ وہ اپنے ریجنل ممالک کے ساتھ مل کر کیسے تعلقات قائم کرتے ہیں، ان تعلقات کی اساس انسانی مسائل کے حل کرنے پر ہونی چاہئے، وہ ممالک کسی نسل اور فرقے اور کسی مذہب کی شناخت رکھنے والے ہوں، ان کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے ریجن کے انسانی مسائل کو سامنے رکھ کر ان کو عدل وانصاف کی بنیاد پر حل کریں۔ قطع نظر اس بات کے کہ ان انسانوں کا مذہب اور نسل کیا ہے، ان چیزوں کو بروئے کار نہیں لایا جائے گا، بلکہ دیکھا جائے گا کہ وہ اجتماعی انسانی مسائل حل کرنے میں متفق ہے یا انسانوں کے لئے مسائل پیدا کرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں، اس کی قومی اور علاقائی پالیسیاں وہاں کے لوگوں کے لئے مشکلات کھڑا کر رہی ہیں۔ خرابیاں پیدا کر رہی ہیں، جنگیں مسلط کر رہی ہیں، حقوق انسانیت کو پامال کرنے کا باعث بن رہی ہیں تو سمجھ لیں کہ اس جماعت، ملک اور قوم میں کوئی بھلائی کی بات نہیں ہے۔ اسی طرح جہاں جہاں بین الاقوامی سطح پر انسانی معاشرے قائم ہیں، ان کے درمیان تعلقات قائم ہوتے ہیں، ان کا اصول وضابطہ کیا ہے تو قرآن حکیم نے بتلا دیا کہ وہ بھی اصلاح بین الناس کے اصول پر ہے، اگر یہ اصلاح بین الناس کا عمل نہیں ہے، یعنی لوگوں کے درمیان صلح صفائی اور حقوق کی ادائیگی کے بجائے ان ممالک کے درمیان طبقات اور فساد کا عمل ہے تو قرآن حکیم کی رو سے یہ فساد کا عمل ہے، اصلاح کا نہیں ہے، یہ فرعونی اور نمرودی رویہ ہے، تمام انبیاء علیہم السلام ایسے ہی فساد اور خرابی کے عمل کو ختم کرنے کی جدوجہد اور کوشش کرتے ہیں۔

ایسے دور میں جہاں مذہب کا انکار اور دین اسلام سے غفلت پائی جاتی ہے، ایسے ماحول میں بڑی ضرورت ہے کہ سماجی تشکیل کے حوالہ سے دین اسلام کی سچی تعلیمات انسانیت کے سامنے رکھی جائیں۔ آج انسانیت کو اس کی بڑی ضرورت ہے کہ وہ انسانی سماج کو درست خطوط پر چلانے کی جدوجہد اور کوشش کرے۔

قرآن حکیم نے واضح طور پر تین بنیادی امور متعین کئے ہیں، ایک کا تعلق معاشی معاملات کو درست کرنے کے ساتھ ہے، دوسرے کا تعلق سیاسی معاملات کو درست کرنے کے ساتھ ہے، اور تیسرے کا تعلق فکر ونظر کو درست کرنے کے ساتھ ہے کہ کونسا فکر اور نظریہ جس کو مدنظر رکھ کر جدوجہد اور کوشش کرنی ہے۔ اور معاشروں کی تشکیل کے بنیادی امور یہی ہیں جو کہ ان کی شیرازہ بندی کرتے ہیں، افراد اور جماعتوں کے درمیان تعلقات کی نوعیت کو درست کرتے ہیں۔ قرآن حکیم نے انسانی معاشرے میں ان تینوں امور کو بنیادی حیثیت دی ہے، اب سماج کی تشکیل کے یہ تین امور جس جماعت، پارٹی اور قومی نظام میں موجود ہیں، تو قرآن کہتا ہے کہ وہ درست ہے اور جس میں یہ تین امور نہیں پائے گئے بلکہ ان کی ضد پائی گئی تو قرآن حکیم نے کہا کہ "لاخیر" اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

ویسے تو انسانی معاشرے اپنے فطری اور طبعی تقاضوں کے مطابق ترقی کریں تو ان تینوں امور کو انسانی معاشرے میں غالب کرنے کی جدوجہد کرنا ان کا فطری تقاضہ ہے، لیکن جب مسلمان جماعت یہ کام سرانجام دیتی ہے تو ان امور کو سرانجام دینے کا کوئی مادی معاوضہ وصول نہیں کرتی، دنیا میں عام طور پر جو جماعتیں عدل وانصاف قائم کرنے کی جدوجہد کرتی ہیں اور اس کا مطالبہ بھی کرتی ہیں، وہ اس کا مادی معاوضہ بھی وصول کرتی ہیں، جب کہ مسلمان جماعت یہ کام انسانی معاشرے میں کرتی ہے، لیکن اس کا معاوضہ انسانوں سے وصول نہیں کرتی بلکہ اس کا معاوضہ وہ اللہ تعالیٰ سے طلب کرتی ہے۔ اسی لئے جب کوئی نبی دنیا میں ان امور کو غالب کرنے کے لئے معاشرے میں جدوجہد کا آغاز کرتا ہے تو صاف طور پر اعلان کرتا ہے کہ: وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ میں تم سے کسی قسم کے معاوضہ کا سوال نہیں کرتا، میرے اس کام کا اجر اور معاوضہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات دے گی۔ قرآن حکیم نے یہاں فرمایا کہ: وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۝ جو جماعت اللہ کی رضا حاصل کرنے کے ارادے سے یہ کام کرتی ہے تو اللہ اس کو بہت بڑا اجر دیں گے۔ صحابہ کرام کی جماعت کا بنیادی نظریہ ہی یہی تھا کہ انہوں نے ان تینوں امور کو معاشرے میں غالب کرنے کے لئے جدوجہد اور کوشش کی ہے اور اس کا اجر ومعاوضہ وصول نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ یہ جماعت اور یہ نظریہ صرف صحابہ کرام تک محدود نہیں بلکہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ **لایزال طائفة من امتی قائمین علی الحق** ایک جماعت صحابہ کے نقش قدم پر ان امور کو غالب کرنے کے لئے قیامت تک باقی رہے گی۔ ایسا نہیں ہوگا کہ کوئی دور گزر جائے اور اس میں کوئی جماعت ان امور کو غالب کرنے والی نہ ہو۔

اب بنیادی بات سمجھنے کی یہ ہے کہ حضورؐ سے لے کر اب تک اور پھر قیامت تک اس جماعت کی پہچان پیدا کی جائے، قرآن حکیم نے اس آیت میں اس جماعت کا معیار بیان کر دیا کہ وہ جماعت بغیر کسی غرض اور مادی فائدہ کے ان تین امور کو غالب کرنے کی جدوجہد کرے، اس جماعت کی اساس پر انسانی معاشرہ درست خطوط پر ترقی کرے گا۔ وہ جماعت آگے بڑھتی ہے، اس کا فکر ونظریہ آگے پھیلتا ہے، اس کی تعلیمات غالب آتی ہیں، اب اس کا تجزیہ کرنا اور شعور حاصل کرنا ہے کہ کونسی جماعتیں ایسی ہیں کہ جن کا نظریہ اور معاشی وسیاسی اقدامات درست نہیں، بظاہر ان کے عنوانات بڑے اچھے ہیں، لیکن مالی مطالبات کرتی ہیں، اس کی بنیاد پر وہ سرمایہ جمع کرتی ہے، وہ جماعت مفاد پرست ہے، ایسی جماعت سے بچنا چاہیے، قرآن حکیم نے دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا کہ **اتبعوا من لا یسئلکم اجراً** ایسی جماعت کی اتباع کرو جو تم سے کسی اجر اور معاوضہ کا مطالبہ نہیں کرتی، اب آپ دیکھیں کہ قرآن حکیم نے کتنی وضاحت کے ساتھ انسانی معاشرے کے بنیادی امور کی نشاندہی کی ہے۔

موجودہ دور میں ہمارا مذہب کا مطالعہ بڑا محدود ہوگیا ہے، سیاسی، معاشی اور سماجی حوالہ سے دین سے کوئی رہنمائی نہیں لی جاتی۔ اب ہمارے نوجوان کے سامنے یا تو سرمایہ داری نظام ہے یا سوشلزم ہے، وہ سیاست، معیشت اور سماجیات پڑھے تو اس کے سامنے یورپ کا نظام کھڑا ہوتا ہے۔ اب یہ نوجوان جو اسلام سے تعلق تو رکھتا ہے لیکن سماجی تشکیل کے اصولوں اور سوالوں کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے، کس قدر افسوس کی بات ہے کہ وہ قرآن حکیم جو کہ سماجی تشکیل کے اصولوں کو دو اور دو چار کی طرح بیان کرتا ہے، ایک مسلمان کو ان اصولوں کا تعارف نہ ہو، اور نہ یہ معلوم ہو کہ قرآن حکیم کے ان اصولوں سے موجودہ دور میں کس طرح سے رہنمائی لی جاسکتی ہے، بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہمیں لڑائی جھگڑوں اور دہشت گردی سے فرصت نہیں ہے، ایک دوسرے کو گرانے سے فرصت نہیں ہے۔ ہر ادارہ دوسرے ادارے سے لڑ رہا ہے، ہر جماعت اور فرقہ دوسری جماعت اور فرقے سے لڑ رہا ہے، اور پھر ایک دوسرے کو کافر اور غدار قرار دے کر قتل وغارت گری کا بازار ہم نے گرم کر دیا۔ ہم دنیا کو کیا تبلیغ کرتے، ہم تو خود قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے معاشرے کو انسانیت کے لئے نمونہ بنانے سے قاصر ہیں، آج ہمارے معاشرے ذلت، مایوسی اور انتشار کی علامت بن چکے ہیں، دنیا کا کوئی معاشرہ نہ ایسے نظاموں کو قبول کرتا ہے نہ ان کی تقلید کرتا ہے۔ ان تمام خرابیوں سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم قرآن حکیم کی تعلیمات کا کھلے دل کے ساتھ اس نقطہ نظر سے مطالعہ کریں کہ قرآن حکیم آج کے دور میں ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے اور ان لوگوں سے اپنا تعلق قائم کریں، جن کے پاس قرآن کی یہ تعلیمات موجود ہیں، تو یقیناً انسانیت دین کی ان تعلیمات کو قبول کرے گی ورنہ دہشت گردی، ذلت اور انتشار کو نہ کوئی قوم قبول کرتی ہے نہ اس میں کوئی کشش ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں قرآن حکیم کی سچی تعلیمات پر عمل کرنے اور ان کو غالب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

www.rahnuma.org

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کا

سفرِ ہندوستان

(چند جھلکیاں) رپورٹ: ڈاکٹر عبدالرحمٰن راؤ

مؤرخہ 7 اکتوبر 2009ء، بروز بدھ کو حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ مسند نشین خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور اپنے رُفقاء کے ہمراہ رائے پور (انڈیا) تشریف لے گئے، اور مؤرخہ 5 دسمبر 2009ء کو واپس تشریف لائے۔ ہندوستان میں دو مہینے کے اس قیام کے دوران اہم شخصیات آپ سے ملاقات کے لیے تشریف لائیں، نیز چند اہم واقعات اور پروگرام بھی ہوئے، اس کی چند جھلکیاں درج ذیل ہیں:

حضرت مولانا سید ارشد مدنی کی ملاقات کے لیے تشریف آوری

حضرت رائے پوری 7 اکتوبر کو لاہور سے دہلی تشریف لائے، تو مسجد نواب والی، قریش نگر میں تقریباً ایک ہفتے تک قیام فرما رہے۔ اس دوران شہر کی مختلف شخصیات آپ سے ملاقات کے لیے تشریف لائیں، خاص طور پر صدر جمعیت علمائے ہند حضرت مولانا سید ارشد مدنی (صاحبزادہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ) 11 اکتوبر کو آپ سے ملاقات کے لیے مسجد نواب والی میں بعد از نمازِ فجر تشریف لائے، اور تقریباً ایک گھنٹہ قیام فرما رہے، آپ کے ہمراہ جمعیت علمائے دہلی کے صدر مولانا محمد مسلم صاحب، اور مدرسہ عالیہ فتح پوری کے اُستاذ مولانا عزیز الرحمٰن اور دیگر علمائے کرام بھی تھے، اس دوران حضرت رائے پوری سے انہوں نے باہمی دلچسپی کے اُمور پر تبادلہ خیال فرمایا اور ناشتہ بھی حضرت کے ہمراہ ہی کیا۔ مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”رحیمیہ“ نے حضرت مدنی کی خدمت میں ماہنامہ ”رحیمیہ“ کے گزشتہ شماروں کا فائل پیش کیا، انہوں نے ماہنامہ ”رحیمیہ“ کے اجراء پر حضرت اقدس رائے پوری اور اس کی ادارتی ٹیم کو مبارک باد پیش کی۔

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب سے ملاقات

حضرت اقدس رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ رائے پور سے مظفر نگر جاتے ہوئے راستے میں دیوبند میں قیام فرما ہوئے، اس موقع پر دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب زید مجدہم سے ملاقات ہوئی، انہوں نے اس سے قبل رائے پور فون کر کے حضرت اقدس رائے پوری کو دوپہر کے کھانے کی دعوت دی تھی، جسے حضرت رائے پوری نے قبول کرلیا، چنانچہ دفتر اہتمام میں حضرت مہتمم صاحب سے تقریباً دو گھنٹے ملاقات رہی اور دوپہر کا کھانا ان حضرات کے ہمراہ کھایا۔ اس موقع پر نائب مہتمم جناب حضرت مولانا عبدالخالق مدراسی بھی شریکِ گفتگو رہے، اور حضرت مہتمم صاحب بار بار فرماتے رہے کہ: ”میں اب معذور ہوگیا ہوں، ورنہ خود رائے پور آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا، آپ نے ذرہ نوازی کی کہ ملاقات کے لیے تشریف لائے“۔ نیز مہتمم صاحب نے اپنے آبائی شہر بجنور میں بھی آنے کی دعوت دی اور فرمایا کہ: ”جیسے گزشتہ سفر میں مراد آباد جاتے ہوئے آپ نے قیام کیا تھا، اسی طرح اب بھی کچھ دیر کے لیے قیام فرما ہوں“۔ لیکن اس دفعہ مراد آباد کا ویزہ نہ ہونے کی وجہ سے حضرت رائے پوری نے معذرت فرمالی، دورانِ ملاقات نائب مہتمم صاحب نے دارالعلوم میں ہونے والی نئی تعمیرات کی تفصیلات بتائیں، اس موقع پر مہتمم صاحب نے فرمایا کہ یہ تعمیرات ان کی ہی محنت اور کوشش کا نتیجہ ہیں، اس کے بعد حضرت رائے پوری نے دارالعلوم دیوبند کے مختلف شعبہ جات کا دورہ کیا، اور نئی تعمیرات دیکھیں، نیز لائبریری کے وسیع و عریض کمپلیکس کا مشاہدہ کیا، اور آخر میں مقبرۂ قاسمی میں اکابرین کے مزارات پر حاضری دی۔ اس مقبرے میں حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن اسیر مالٹاؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور دیگر اکابرین کے مزارات ہیں۔ کچھ دیر حضرت یہاں مراقب رہے اور اس کے بعد حضرت شیخ الہندؒ کے مکان پر تشریف فرما ہوئے، اور حضرت کے تبرکات گرم چادر، ٹوپیاں اور آپ کی تلوار کی زیارت کی اور ظہر کی نماز حضرت شیخ الہندؒ کے مکان پر ادا کی، اور پھر مظفر نگر کے لیے روانہ ہوگئے۔

حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی سے ملاقات

حضرت رائے پوری کے خانقاہِ رائے پور میں قیام کے بعد سے حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری اپنے متعلقین اور متوسلین کو یہ تاکید فرماتے رہے، کہ وہ حضرت کی خدمت میں خانقاہِ رائے پور ضرور تشریف لے جائیں، اور فرماتے تھے کہ خانقاہ کے جانشین تشریف لائے ہوئے ہیں، اس لیے میرے تمام متعلقین وہاں حضرت سے ملاقات اور زیارت کے لیے تشریف لے جائیں، اس دفعہ چونکہ حضرت رائے پوری کا ویزہ مظفر نگر میں جناب راؤ عبدالوارث صاحب MLA یوپی اسمبلی کے نام پر تھا، اس لیے حضرت رائے پوری نے مظفر نگر تشریف لے جانا تھا، حضرت مولانا کاندھلوی آپ کے مظفر نگر تشریف آوری کے شدت سے منتظر تھے، مظفر نگر حضرت رائے پوری کی آمد پر حضرت مولانا کاندھلوی آپ سے ملاقات کے لیے قیام گاہ پر تشریف لائے، اور کھانا ہمراہ تناول فرمایا، مولانا اپنے منتسبین اور متعلقین کے ہمراہ جانسٹھ ہاؤس، مظفر نگر میں ہر مہینے دو روز کے لیے فجر کی نماز کے بعد مجلس ذکر منعقد کرتے ہیں، اور اس موقع پر گرد و نواح کے کافی احباب جمع ہو جاتے ہیں، حضرت کاندھلوی نے حضرت رائے پوری کو اس موقع پر شرکت کی دعوت دی، چنانچہ اگلے روز حضرت رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ اپنے رُفقاء کے ہمراہ اس مجلس ذکر میں تشریف لے گئے، مجلس ذکر کے بعد انہوں نے ناظم اعلیٰ ادارہ رحیمیہ حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب کو بیان کرنے کی دعوت دی، جس میں مفتی صاحب نے ”ذکر اللہ کی اہمیت اور مشائخ رائے پور کے طریقۂ تربیت“ کے موضوع پر ایک گھنٹہ بیان کیا۔ اور پھر حضرت کاندھلوی نے آدھ گھنٹہ بیان فرمایا، جس میں انہوں نے مشائخ رائے پور کا تعارف کراتے ہوئے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہما کا صحیح جانشین حضرت اقدس رائے پوری کو قرار دیتے ہوئے اپنے احباب کو ہدایت کی کہ جب تک حضرت شاہ سعید احمد رائے پوری خانقاہِ رائے پور میں قیام پذیر ہیں، ان کی خدمت میں حاضر ہوں، اُن سے تعلق رکھیں اور حضرت سے بیعت ہوں اور توبہ کے کلمات کہیں، نیز اس مجلس میں انہوں نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی کو اپنا جانشین قرار دیتے ہوئے اپنے بعد ان سے رابطہ رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ اور پھر حضرت اقدس رائے پوری سے دعا کرائی۔ اس کے بعد حضرت کاندھلوی نے حضرت رائے پوری سے اپنے ہاں کاندھلہ میں تشریف آوری کے لیے فرمایا، جسے حضرت نے قبول فرمایا۔ اور دو دن بعد کاندھلہ تشریف لے گئے، انہوں نے اپنے احباب سے ملاقات کروائی اور دوپہر کا کھانا اُن کے ہاں تناول فرمایا۔

افتتاحِ بخاری کی تقریب میں شرکت

جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ ضلع سہارنپور میں دورۂ حدیث شریف کی اہم کتاب بخاری شریف کی افتتاحی تقریب میں حضرت اقدس رائے پوری اپنے رُفقاء کے ہمراہ شریک ہوئے، اس موقع پر سب سے پہلے حضرت مولانا مختار حسن صاحب نے طلباء کو نصیحت کی، ان کے بعد ناظم اعلیٰ ادارہ رحیمیہ حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب نے بخاری شریف کا افتتاح کرایا اور تقریباً ایک گھنٹہ بیان کیا، جسے تمام طلباء اور علماء نے پسند کیا، خاص طور پر شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمود صاحب نے انتہائی حوصلہ افزائی فرمائی، آخر میں حضرت اقدس رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ نے چند نصائح کیے اور آپ کی دعا سے یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد سعیدی کی رائے پور تشریف آوری

جس روز حضرت رائے پوری خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں تشریف لائے، اُسی روز مدرسہ مظاہر

www.rahimia.org

العلوم سہارنپور کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد سعیدی صاحب حضرت رائے پوری سے ملاقات کے لیے تشریف لائے اور کچھ دیر باہمی دلچسپی کے اُمور پر بات چیت کی اور پھر عشاء کی نماز سے قبل حضرت رائے پوری کے ہمراہ ہی انہوں نے کھانا تناول فرمایا، اور عشاء کی نماز کے بعد تشریف لے گئے۔

حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب زید مجدہم کو حضرت رائے پوری کی طرف سے اجازت

رائے پور کے قیام کے آخری ایام میں حضرت اقدس رائے پوری مدظلہ العالی نے حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب کو اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد زاہد حسن رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے اجازت و خلافت کی توثیق کرتے ہوئے اپنی طرف سے بھی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور فرمایا کہ رائے پوری سلسلہ کے فروغ کے لیے کام کریں، اس موقع پر حضرت اقدس مدظلہ العالی نے کتاب ''مشائخ رائے پور'' اور ''ارشادات از حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری'' بھی ان کو مرحمت فرمائیں حضرت مفتی محمد طیب صاحب، حضرت مدنیؒ اور حضرت رائے پوریؒ کے مجازین میں سے حضرت مولانا زاہد حسن رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادۂ محترم ہیں، اور قصبہ ''ابراہیمی'' میں اپنے والد گرامی کے مدرسہ میں قیام فرما ہیں، نیز جمعیت علمائے ہند کے ضلعی صدر بھی ہیں، حضرت مولانا زاہد حسن صاحب حضرت رائے پوریؒ اور حضرت مدنیؒ کی کوشش سے 1946ء میں یو۔ پی اسمبلی کے انتخابات میں کامیاب ہوکر MLA بھی رہ چکے ہیں۔ علاقہ کی گوجر برادری میں بڑی عزت و احترام سے دیکھے جاتے ہیں، حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب اپنے والد گرامی کے مشن کو بڑی عمدگی سے چلا رہے ہیں۔ شام کو عصر کی نماز کے بعد مفتی عبدالخالق آزاد صاحب نے خانقاہِ رائے پور میں آنے والے سینکڑوں متعلقین اور منتسبین کے مجمع میں حضرت رائے پوری کی جانب سے حضرت مفتی صاحب کو اجازت دینے کے حوالے سے اعلان کیا۔ اور لوگوں سے کہا کہ حضرت تو پاکستان تشریف لے جا رہے ہیں، اب آپ حضرت کے مجازین چار حضرات کے ساتھ اپنا تعلق رکھیں: (۱) حضرت مولانا عبدالسلام صاحب، شیخ الحدیث مدرسہ شاہی مرادآباد (۲) حضرت مولانا محمد الیاس صاحب، قصبہ کوٹ، ضلع میوات، ہریانہ (۳) حضرت مولانا محمد اختر صاحب، مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور (۴) حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب، ابراہیمی، ضلع سہارنپور۔

علاقہ بھر کے علماء و مشائخ اور دیگر رہنماؤں کی خانقاہ میں آمد

حضرت رائے پوری کے خانقاہِ رائے پور میں قیام کے دوران علماء و مشائخ اور سیاسی رہنما بھی ملاقات کے لیے تشریف لاتے رہے، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کے مجازین میں سے حضرت مولانا مکرم حسین صاحب سنسار پوری مدظلہ العالی کئی بار ملاقات کے لیے تشریف لائے، اور حضرت رائے پوری بھی سہارنپور سے رائے پور آتے ہوئے، سنسار پور میں ان سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے تھے، اسی طرح آل انڈیا ملی کونسل کے صدر حضرت مولانا عبداللہ مغیثی مدظلہ العالی بھی خانقاہِ رائے پور میں حضرت اقدس رائے پوری سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ آپ اجڑارہ میں ایک بڑے مدرسے کے مہتمم اور صاحبِ نسبت لوگوں میں سے ہیں، خانقاہِ رحیمیہ سے آپ کا تعلق بڑا قدیمی ہے۔ اسی طرح حضرت ملاجی عبدالکریم بوڑیہ والوںؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ پیر جی حافظ حسین احمد صاحب بھی تشریف لائے، نیز چھٹمل پور سے حافظ عبدالستار نانکہ والوںؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ حضرت مولانا محمد جمیل صاحب بھی تشریف لائے۔

علمائے کرام میں دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ اور طلباء، نیز مدرسہ مظاہر العلوم کے اساتذہ اور طلباء، مدرسہ اشرف العلوم گنگوہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد خالد صاحب اور شیخ الحدیث مولانا وسیم صاحب و اساتذہ، حیدرآباد دکن کے مدارس سے آنے والے علماء اور طلباء تشریف لاتے رہے، نیز میوات سے حضرت مولانا نور محمد چندینی صدر وقف بورڈ ہریانہ بھی چند روز حضرت اقدس کی خدمت میں خانقاہ میں قیام پذیر رہے، نیز شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام صاحب اور شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر نثار احمد قاسمی بھی کئی بار تشریف لائے۔ اسی طرح مولانا مفتی محمد طیب صاحب اور مولانا محمد عارف صاحب صاحبزادگان حضرت مولانا زاہد حسن صاحبؒ بھی کئی بار تشریف لائے۔

خانقاہِ رائے پور میں حضرت کی آمد کے بعد سے ہر روز پانچ سو سے ہزار تک کے قریب گردونواح کے لوگ بھی پورے ذوق و شوق کے ساتھ جوق در جوق آتے رہے اور زیارت اور دعا سے مستفید ہوتے رہے، اور جمعۃ المبارک کے روز تو پانچ ہزار سے دس ہزار تک کا مجمع ہو جایا کرتا تھا۔ جمعہ کی نماز سے قبل عام طور پر مفتی عبدالمتین نعمانی صاحب بیان کرتے رہے، اور جمعہ کے نماز کے بعد مفتی عبدالخالق آزاد صاحب کا بیان ہوتا اور آخر میں توبہ کے کلمات حضرت اقدس رائے پوری کہلواتے اور آپ کی دعا سے جمعہ کا پروگرام اختتام پذیر ہوتا۔

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی اہم کتب کا درس اور علماء کی اس میں شرکت

خانقاہِ رائے پور کی مسجد میں حضرات مشائخ رائے پور کے مزارات کے قریب حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی اہم کتابوں: حجۃ اللہ البالغہ، الفوز الکبیر کا درس حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب دیتے رہے، جس میں علاقہ بھر کے علماء و طلباء اور پڑھے لکھے لوگوں نے شرکت کی۔ خاص طور پر حضرت مولانا بشیر احمد میواتی، مولانا اسلام الدین میواتی، مولانا محمد جمیل بہاری، مولانا نسیم الدین، مولانا محمد شوکت، مولانا یعقوب راجھستانی اور دیگر احباب نے شرکت کی۔ یہ حضرات دو ماہ تک رائے پور میں ہی قیام پذیر رہے۔ الفوز الکبیر کے بعد قرآن حکیم کے دس پاروں کا ترجمہ اور ان کی تفسیر بیان کی گئی، جس میں اصولِ تفسیر کا اجراء کیا گیا، اس سفر میں حضرت اقدس رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر رفقائے سفر نے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے خانوادہ کے مزارات پر بھی حاضری دی، اور ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں ایک اہم پروگرام

مؤرخہ 3 دسمبر 2009ء کو جامعہ ملیہ دہلی کے نہرو گیسٹ ہاؤس کے سیمینار ہال میں صبح 10:00 بجے ایک اہم پروگرام منعقد کیا گیا، جس کا عنوان ''فکرِ ولی اللہی کی دورِ حاضر میں ضرورت و اہمیت'' تھا۔ اس پروگرام کی صدارت ڈاکٹر پروفیسر بدرالدین الحافظ، سابق صدر شعبۂ اسلامیات، ہندو یونیورسٹی، بنارس نے کی۔ اس موضوع پر ناظم اعلیٰ ادارہ رحیمیہ حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب نے تقریباً ایک گھنٹہ مفصل لیکچر دیا، جس میں دورِ حاضر کے بنیادی سیاسی، سماجی اور فکری مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے انہیں حل کرنے کے حوالے سے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے علوم و افکار کا خلاصہ پیش کیا، اور سماجی تشکیل کے تمام اُمور کی نشاندہی کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب کی کتابوں کے حوالے پیش کیے گئے، اس پروگرام میں جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے تمام شعبہ جات کے اہم پروفیسرز اور ڈاکٹرز حضرات اور طلباء نے شرکت کی۔ لیکچر کے بعد سوال و جواب کی ایک نشست ہوئی، جس میں اہم سوالات کے گئے اور ان کے تشفی بخش جوابات دیے گئے۔ آخر میں اس اجلاس کے صدر پروفیسر بدرالدین الحافظ نے صدارتی کلمات ارشاد فرماتے ہوئے کہا کہ: ''میں 1956ء میں جامعہ میں آیا، اُس وقت سے لے کر اب تک میں نے اس قدر جامع اور بہترین لیکچر نہیں سنا، خاص طور پر حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے علوم و افکار کے حوالے سے جو انتہائی اہم گفتگو کی گئی وہ بہت عمدہ تھی''۔ اس پروگرام میں ممبر پارلیمنٹ اور رُکن کانگرس مولانا اسرار الحق قاسمی نے بھی شرکت کرنا تھی، لیکن پارلیمنٹ کے اجلاس کے سبب تاخیر سے تشریف لائے، ان سے کھانے پر باہمی دلچسپی کے اُمور پر بات چیت ہوئی۔ اس پروگرام کا اہتمام جامعہ کے اساتذہ جناب مولانا محمد مزمل الحق الحسینی قاسمی، پروفیسر شکیل احمد صاحب اور پروفیسر راشد الاسلام کی اجتماعی کاوشوں سے ہوا، تمام حضرات نے ان کی جدوجہد کو سراہا۔

www.rahimia.org

رفتارِ کار

رائے پور سے واپسی پر حضرت اقدس رائے پوری کا شاندار استقبال

عتیق الرحمٰن ایڈووکیٹ

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ مؤرخہ 5 دسمبر 2009ء، بروز ہفتہ کو ہندوستان کے دو مہینے کے دورہ کے بعد واپس لاہور تشریف لائے، آپ کے ہمراہ ناظم اعلیٰ ادارہ رحیمیہ حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب بھی تھے، اس موقع پر خانقاہِ رحیمیہ رائے پور اور ادارہ رحیمیہ سے تعلق رکھنے والے متعلقین اور منتسبین بڑی تعداد میں ادارہ رحیمیہ میں جمع تھے۔ اور سینئر احباب اور آپ کے خلفاء اور مجازین ائیر پورٹ پر حضرت کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ شام چھ بج کر دس منٹ پر حضرت اقدس رائے پوری کا جہاز لاہور ائیر پورٹ پر اُترا اور سات بجے کے قریب آپ ائیر پورٹ سے باہر تشریف لائے۔ اس موقع پر ملک بھر سے آئے ہوئے احباب نے آپ کا استقبال کیا، کراچی سے جناب آفتاب احمد عباسی، نوشہرہ سے حضرت مولانا مفتی مختار حسن، اسلام آباد سے حضرت مولانا تاج افسر، جھنگ سے حضرت مولانا ناصر عبدالعزیز، چشتیاں سے حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر، سرگودھا سے حضرت کے بھائی راؤ حبیب احمد اور ڈاکٹر راؤ عبدالرحمٰن اور ادارہ رحیمیہ کے ناظم تعلیمات مفتی عبدالغنی قاسمی اور لاہور کے تمام احباب نے حضرت اقدس رائے پوری کا پرتپاک استقبال کیا۔ یہ تمام حضرات حضرت اقدس کی معیت میں ادارہ میں تشریف لائے، جہاں سینکڑوں دیگر تمام احباب جمع تھے۔

عشاء کی نماز کے بعد استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا، تمام احباب رائے پور کے اس سفر کی روئداد سننے کا اشتیاق رکھتے تھے، چنانچہ اس تقریب میں تلاوتِ قرآن حکیم کے بعد سب سے پہلے حضرت مولانا مختار حسن صاحب (جو ایک مہینہ رائے پور میں حضرت اقدس رائے پوری کے ساتھ شریک سفر رہے) نے اس سفر کے تأثرات بیان فرمائے، ان کے بعد ناظم اعلیٰ ادارہ رحیمیہ حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب نے اس دورے کی تفصیلات بتاتے ہوئے دورے کے تین بنیادی مقاصد و اہداف بیان کیے: (۱) بزرگانِ دین اور مشائخ عظام کے فیوضات و برکات سے مستفیض ہونا، اس لیے کہ جو مقامات کافی عرصے تک انواراتِ الٰہیہ اور تجلیاتِ رحمانیہ کے مراکز رہے ہوں، اُن کے فیوضات و برکات انسانی قلوب پر انتہائی مؤثر نتائج پیدا کرتی ہیں، اس لیے اس دورے کا پہلا مقصد رائے پوری مشائخ اور ولی اللٰہی سلسلے کے بزرگوں کے فیوضات و برکات حاصل کرنا تھا۔ (۲) حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کو اپنے مشائخ سے دینی فکر و شعور اور تعلیماتِ اسلام کے پھیلاؤ کی جو ذمے داری ملی ہوئی ہے، نئی نسل تک اسے پہنچانے اور ان میں اخلاص وللّٰہیت پیدا کرنے اور شریعت، طریقت اور سیاست کی اساس پر ان کی تربیت کرنے کے لیے یہ سفر کیا گیا۔ (۳) ملکوں کے حالات و واقعات کا مطالعہ اور مشاہدہ اور علاقائی ممالک کے باہمی تعلقات کا تحلیل و تجزیہ کرنا تھا۔ الحمدللہ! اس سفر کے دوران اِن تینوں دائروں میں انتہائی فوائد و ثمرات حاصل ہوئے۔ مفتی صاحب نے اس سلسلے کے حالات و واقعات پیش کیے اور اپنے مشاہدے اور مطالعے کی بنیاد پر تحلیل و تجزیہ پیش کیا۔

ان کے بعد حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے چند نصائح فرمائیں اور تمام متعلقین اور احباب کو ہدایت کی کہ وہ مشائخ رائے پور اور ولی اللٰہی سلسلے کے بزرگوں کے فکر و عمل سے پختہ وابستگی پیدا کریں، اور دینی شعور کے فروغ اور اس کے پھیلاؤ کے لیے انتہائی جدوجہد سے کام لیں اور اس دعوت کو زیادہ سے زیادہ نوجوان نسل تک منتقل کرنے کے لیے جدوجہد کریں۔ آخر میں حضرت اقدس مدظلہ العالی نے دعا فرمائی، اس کے بعد تمام احباب نے حضرت اقدس سے مصافحہ اور ملاقات فرمائی، اس کے بعد تمام آنے والے مہمانوں کے لیے کھانے کا اہتمام تھا، کھانے سے فراغت کے بعد اکثر احباب واپس اپنے گھروں کو تشریف لے گئے۔

دینی مسائل

اس صفحہ پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔

از جناب مفتی عبدالغنی قاسمی شعبہ دارالافتاء ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

سوال نمبر 1: میں ایک نکاح میں شریک تھا، جس میں حق مہر صرف ایک ہزار روپے مقرر ہوا، کیا حق مہر کی اتنی کم مقدار شرعاً درست ہے؟۔ حافظ عبدالستار، سمن آباد، لاہور

جواب: نکاح میں مہر کی کم از کم شرح ساڑھے اکتیس ماشے چاندی 30g-618mg= ہے، جس کی قیمت آج تقریباً 1700/= روپے ہے، لہٰذا اس سے کم مقدار کا مہر مقرر کرنا درست نہیں، احتیاطاً دو ہزار سے کم مہر مقرر نہ کیا جائے، اگر نکاح کے وقت اس سے کم مہر مقرر کیا گیا تو بھی مہر کی کم از کم شرح ادا کرنی ضروری ہوگی۔

سوال نمبر 2: ایک شخص حج کے اِحرام کی نیت سے احرام کی چادریں زیب تن کرتا ہے اور حالت احرام میں ان دونوں چادورں کو یا کسی ایک کو تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو کیا ان چادروں کو جنہیں احرام کی نیت کے وقت باندھا تھا، تبدیل کرسکتا ہے یا نہیں؟۔ قاری قاسم، ڈیفنس، لاہور

جواب: اِحرام دراصل اپنے آپ پر اس چیز کو لازم کرلینے کا نام ہے کہ حج اور عمرہ کے مخصوص محرمات کے قریب نہیں جائے گا (جیسے سلائی والا کپڑا پہننا، خوشبو لگانا، شکار کرنا وغیرہ) جس کا آغاز حج اور عمرہ کی نیت سے تلبیہ (لبیک اللھم لبیک) کہنے کے ساتھ ہوتا ہے۔ بغیر سلائی کپڑے پہننا احرام کا ایک حکم ہے، آج کل ہمارے عرف میں ان چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں، محرم اگر نیتِ احرام کے وقت زیب تن کی ہوئی چادروں کو تبدیل کرے تو کچھ حرج نہیں۔

سوال نمبر 3: ایک شخص کا انتقال ہوچکا ہے، جس کی بیماری میں ایک ہفتہ کی نمازیں قضاء ہوئیں، تو ان کی وفات کے بعد کیا ان نمازوں کا فدیہ یا کفارہ کیا ادا کیا جائے گا؟۔ راؤ عزیز الرحمٰن، سرگودھا

جواب: قضا شدہ نمازوں کا کفارہ ادا کرنا چاہیے، ایک نماز کا کفارہ 1700/= گرام گندم ہے، اس حساب سے میت کی قضا شدہ نمازوں کا کفارہ ادا کیا جائے۔

سوال نمبر 4: کسی فوت شدہ آدمی کے ایصالِ ثواب کے لیے نوافل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟۔ ساجد چوہدری، ہال روڈ، لاہور

جواب: نوافل پڑھ کر ان کا ثواب میت کو پہنچایا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر 5: نکاح میں ایجاب وقبول سے قبل دُلہا سے ایمانِ مفصل، ایمانِ مجمل اور کلمہ طیبہ پڑھاتے ہیں، کیا یہ شرعاً ضروری ہیں؟۔ مہر علی، ہارون آباد

جواب: نکاح کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اول خطبہ مسنونہ پڑھا جائے، اور پھر ایجاب وقبول مجلس نکاح میں کروایا جائے اور کم از کم دو گواہ ایجاب وقبول سنیں۔ کلمہ طیبہ یا ایمان مفصل و مجمل نکاح کے لیے شرط نہیں۔

مدیر اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے
اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ، لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''رحیمیہ'' رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ، لاہور سے شائع کیا۔